

تو سویرا میرا

ڈاکٹر زوہا آصف

توسویر امیر ازوہا آصف

باب ہشتم

نوٹ:

اس ناول کے تمام جملہ حقوق رائٹر زوہا آصف کے نام محفوظ ہیں۔

کسی بھی فرد یا ادارے یا دوسری ویب سائیٹ کو رائٹر کی اجازت کے بغیر اس کی اشاعت کا اختیار نہیں۔

ایسا کرنے والے کے خلاف قانونی کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔

شکریہ

زوہا آصف

ZOHA ASIF

انتساب

ان تمام لوگوں کے نام جو اپنی اندھیروں بھری زندگیوں میں سویرے کی تلاش میں ہیں، روشنی آپ کی منتظر ہے!

ZOHA ASIF

باب ہشتم؛ دل کا روگ

اس نے ہمت کر کے قدم بڑھایا تھا، اپنے کمرے کا دروازہ بند کر کے اب وہ دروازے کے ساتھ پشت لگائے کھڑی تھی۔ بظاہر وہ گم سم سی کھڑی تھی مگر اس کے دل کی دنیا میں ایک جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر امڈ آیا تھا۔ اس نے تھوڑی اور بہادری دکھا کر قدم عماد کے کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔

دروازے پر دستک دی تو چند لمحوں بعد ہی اندر آنے کی اجازت مل گئی تھی۔

اس نے آنکھیں زور سے میچ کر دوبارہ کھولی تھیں۔ دروازہ ہلکے سے دھکیلتے ہوئے وہ اندر داخل ہوئی۔ سامنے ہی عماد اپنے کاؤچ پر بیٹھا کسی کتاب میں غرق دکھائی دیا۔

"عماد؟" اس نے آہستگی سے اس کا نام لیا۔

عماد نے جھٹکے سے سر اٹھایا تھا۔ وہ شاید اس کی آمد کی توقع نہیں کر رہا تھا۔

"تم یہاں؟" انداز میں بھی حیرت نمایاں تھی۔

"وہ میں" فروہ نے کچھ کہنا چاہا جب عماد نے اس اسی لمحے کچھ بھی کہنے سے روک دیا۔

"مجھے تم سے بات کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے فروہ۔۔ پلیز یہاں سے چلی جاؤ" نجانے کیوں اس کا چہرہ دیکھ کر اسے اپنی اس دن والی توہین یاد آ گئی تھی، وہ ترش یاد ذہن میں آتے ہی اس کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔

"پلیز مجھے ایک موقع دو۔۔میں تمہیں بہت کچھ بتاناچاہتی ہوں" اس نے منت بھرے لہجے میں کہا مگر وہ سماجت کرتے ہوئے یہ کہاں جانتی تھی کہ مقابل کا دل اس کے لئے پتھر ہو چکا تھا۔وہ سالوں بھی اس پتھر دل کو موم کرنے کی کوشش کرتی تو اسے کوئی اثر نہ ہوتا۔

"مگر اب میں کچھ سننا نہیں چاہتا، ہمارے درمیان جو بھی تھا، وہ اسی دن ختم ہو گیا تھا جب تم نے میرے کردار پر انگلی اٹھائی تھی، بلکہ۔۔" وہ چند پل کو رکا۔

کتاب بند کر کے اس کے پاس آ کھڑا ہوا۔اب وہ دونوں ایک دوسرے سے دو قدم کی مسافت پر آمنے سامنے کھڑے تھے۔عماد نے نظریں اس کے میک اپ سے پاک چہرے پر ٹکائی تھیں۔

"بلکہ جس دن تم نے میرے کردار پر کیچڑ اچھالا تھا، میری حیثیت دو کوڑی کی کر دی تھی اور مجھے میری ہی نظروں میں گرا دیا تھا۔" عماد کے لبوں سے نکلنے والے جملے فروہ کو تکلیف پہنچا رہے تھے، مگر وہ چپ چاپ سنتی جا رہی تھی کیونکہ اسے اس وقت عماد کی تکلیف کے آگے اپنا آپ دکھائی نہیں دے رہا تھا، وہ جانتے بوجھتے اپنی تکلیف یکسر نظر انداز کر رہی تھی۔

"آئی ایم سوری۔۔میں۔۔وہ۔۔" وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر اسے کچھ کہنے کا موقع نہیں دیا گیا تھا۔

"فروہ۔۔پلیز۔۔اب تم وضاحت دینے کا موقع بھی کھو چکی ہو" عماد نے گہری سنجیدہ نظریں اس کے معصوم چہرے پر گاڑھی تھیں۔

"کیا تم مجھے ایک چانس نہیں دے سکتے؟ صرف ایک چانس؟" فروہ نے بے بسی سے آنکھوں میں نمی لئے اسے دیکھا۔

ZOHA ASIF

"محبت چانسز کی محتاج نہیں ہوتی فروہ، کہ ایک بار غلطی کو تاہی ہو گئی تو اگلی بار ٹھیک کریں گے، محبت ایک پاک جذبہ ہے جس کی سب سے پہلی شرط محبوب کی عزت کرنا ہوتا ہے، مگر افسوس تم تو پہلے ہی قدم پر نہ صرف ڈگمگائی بلکہ سیدھا زمیں بوس ہوئی ہو۔"

جس محبت کے اعتراف کا اس نے شدت سے انتظار کیا تھا وہ اقرار ہوا بھی تو کیسے ؟ وہ بس تکلیف سے آنکھیں میچ کر رہ گئی تھی۔ فروہ کا دل چاہا ہو وقت کی رفتار روک لے، اور کسی طرح سے واپس اسی وقت میں پہنچ جائے جب اس نے جذبات سے مجبور ہو کر عماد کا دل یوں چور چور کیا تھا۔ مگر۔۔ کچھ خواہشات ہمیشہ لاحاصل ہی رہ جاتی ہیں۔

"عماد۔۔ میں" فروہ بے اختیار ایک قدم آگے ہوئی اور اسے اپنے ردِ عمل کے پیچھے کی وجہ سمجھانے لگی مگر۔۔

عماد نے جھٹکے سے اس کے ایک قدم بڑھانے پر چار پیچھے کیے تھے، اس نے تڑپ کر عماد کو دیکھا

"میں نے کہا نا، ہمارے درمیان جو بھی تھا، وہ سب اسی دن ختم ہو گیا تھا، اب یہاں کھڑی رہ کر اپنی مزید توہین نہ کرو" وہ اس کے چہرے سے نظریں پھیرتے بولا تھا۔

یہ کرنا اس کے لئے بھی آسان نہیں تھا، مگر کوئی مصلحت تھی اس کے دماغ میں جس نے اسے یہ سب کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"دوستی بھی ختم ہو گئی؟" وہ گم سم لہجے میں پوچھ رہی تھی، آنسوؤں سے بھری نگاہیں اس کے چہرے پر ٹکی تھیں، بصارت دھندلی ضرور تھی مگر پھر بھی وہ جاذبِ نظر لگ رہا تھا، چہرے پر ہلکی بڑھی شیو اور سنجیدہ تاثرات اس کو مزید پر کشش بنا رہے تھے۔

عماد نے بغیر کچھ کہے اپنے ہاتھ میں پکڑی کتاب دروازے کی جانب کر کے اسے جانے کا اشارہ کر دیا تھا، فروہ نے لاچارگی سے اسے ایک نظر دیکھ کر وہاں سے واپسی کے قدم بڑھا دیے تھے۔

☆☆☆☆☆

رات گہری ہو چکی تھی، اور کچن کی خاموشی میں صرف پانی کے بہنے کی آواز گونج رہی تھی۔ فوزیہ سنک کے پاس کھڑیں، ہاتھوں میں برتن تھامے، مسلسل انہیں دھو رہی تھیں، مگر ان کے ہاتھوں کی حرکت میں وہ توجہ نہ تھی جو عام دنوں میں ہوا کرتی تھی۔

سنک کے اوپر بنی کھڑکی سے تیز ہوا کا جھونکا اندر آیا، پردے کو ہلکا سا اڑاتے ہوئے، اور ان کے بالوں کی لٹیں چہرے پر بکھیر گیا۔ مگر انہیں کچھ محسوس نہ ہوا، نہ ٹھنڈک کا احساس، نہ ہوا کی سرسراہٹ کا شعور۔ ان کی آنکھیں کھڑکی کے پار اندھیرے میں کہیں دور ٹکی تھیں، جیسے وہاں کچھ تلاش کر رہی ہوں، یا شاید کسی گزرے ہوئے پل میں اٹکی ہوئی ہوں۔

یک دم ہبہ کی آواز پر وہ مڑی تھیں۔

"اماں؟" ہبہ نے اپنی پریشان بھوری نگاہیں ان کے بوڑھے چہرے پر ٹکائی تھیں۔

"ہن۔۔ہاں کیا ہوا؟" وہ دوپٹہ سے گیلے ہاتھ پونچھتی اس کی جانب دیکھنے لگیں۔

"آپ کہاں گم تھیں؟" اس کے سوال پر وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگیں۔

ان کی سوالیہ نگاہیں دیکھ کر وہ خاموشی سے سنک کی جانب ہوئی۔

"کیا بات ہے ہبہ؟ پریشان کر رہی ہو مجھے؟" فوزیہ نے اسے دیکھا جو ایک ایک دھلا ہوا برتن ٹوکری سے نکال کر واپس سنک میں رکھ رہی تھی۔

"اماں، پریشان تو آپ مجھے کر رہی ہیں، باہر آندھی چل رہی تھی، مٹی اڑ اڑ کر برتنوں پر گر رہی تھی اور وہی برتن آپ دھلے ہوئے برتنوں میں شامل کرتی جا رہی تھیں۔" اس کی بات پر وہ شاکی نظروں سے ہبہ کو دیکھنے لگیں۔

آگے بڑھ کر ایک بار خود برتنوں کو دیکھا جو واقعی مٹی سے بھرے تھے، گیلے برتنوں پر اڑتی مٹی اب چپک چکی تھی۔

"رکو میں دوبارہ صاف کرتی ہوں" وہ ہبہ کو پیچھے کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

"اماں آپ جا کر آرام کریں، میں کر لیتی ہوں" وہ انہیں پیار سے پیچھے کرتی کہہ رہی تھی۔

"ارے بیٹا تم نے صبح جلدی جانا ہو گا، رہنے دو میں کر لوں گی" فوزیہ نے پیار سے پچکارتے کہا تھا مگر وہ مسکرا دی تھی۔

"ہاں تو آپ مجھے زیادہ لیٹ کر رہی ہیں ضد کر کے، جتنا منع کریں گی، اتنی بحث ہو گی، اتنا لیٹ سوں گی اور اتنی ہی صبح دیری ہو گی" ہبہ نے مسکرا کر آنکھیں پٹپٹا کر کہا تھا۔

"اچھا اچھا۔۔ میری چھوٹی سی بد معاش" وہ اس کے سر پر چپت لگاتیں باورچی خانے سے باہر نکل گئیں تھیں، ان کے جاتے ہی ہبہ کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔ وہ اپنی ماں کو بہت اچھے سے جانتی تھی، وہ کبھی بھی ایسی غیر ذمہ دار یا لاپرواہ نہیں تھیں۔ مگر پھر ایسا کیا تھا جس نے انہیں یوں سوچوں میں جکڑا ہوا تھا کہ انہیں ذرا بھی احساس نہیں ہوا وہ کیا کر رہی تھیں۔

وہ بے خیالی کی کیفیت میں تھیں یا شاید۔۔

کسی گہرے خیال میں گم۔۔

ماضی کی کسی وحشت ناک یاد میں محو۔۔۔

سوچتے ہی اس نے کرب سے آنکھیں زور سے بند کر کے کھولی تھیں۔

کچھ زخم کبھی نہیں بھر پاتے چاہے آپ ان کی مسیحائی میں تمام عمر لگا دیں۔

☆☆☆☆☆

زندگی میں یہ بہار صرف تم سے ہے۔

دل میں یہ قرار صرف تم سے ہے۔

میں کہ کچھ بھی نہیں اگر تم نہیں میرے ساتھ۔

میرا ہر پل خوبصورت صرف تم سے ہے۔

وہ اس کے کمرے سے چلی تو گئی تھی مگر اس کے دل میں تو وہیں موجود تھی نا۔ دل سے تو کہیں جانے نہیں والی تھی۔ اس نے دھیرے سے کچھ دیر پہلے پکڑی کتاب اپنی آنکھوں پر رکھی اور ہاتھ صوفے کی پشت کے پیچھے لٹکا دیے۔

ہائے۔۔یہ محبت۔۔وہ بھی کسی خوبصورت حسینہ سے۔۔اور پھر محبت کا امتحان۔۔

پل بھر بعد کتاب تھوڑا نیچے کھسکی تو اس کی چمکتی بھوری نگاہیں دکھنے لگیں تھیں، اس کی آنکھیں گہری اور پر کشش تھیں، جیسے کسی گہرے تالاب میں راز چھپے ہوں۔ رنگ گہرا بھورا تھا، جو روشنی پڑنے پر شہد کی سی ہلکی چمک دکھاتا۔ گھنی سیاہ پلکوں کے حصار میں وہ آنکھیں مزید نمایاں ہو جاتیں، اور ان میں ایک عجیب سی سنجیدگی اور ٹھہراؤ تھا، جیسے وہ ہر بات کو غور سے تولتی ہوں، ایسی نظر جو الفاظ کے بغیر بھی بہت کچھ کہہ جائے۔ بھنویں گھنی اور خم دار تھیں، جو ان آنکھوں کو ایک پر وقار اور مردانہ سا تاثر بخشتیں۔

"ہائے فروہ میں تمہارا امتحان لے رہا ہوں اور یہ کمبخت محبت میرا امتحان لے رہی ہے۔۔میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اپنے دل میں موجود ان پاک جذبات کا اظہار میں یوں کسی ایسی صورتحال میں کروں گا مگر دیکھو نا۔۔حالات ہم سے

کیسے کیسے کام کروا دیتے ہیں" اس نے کتاب سائیڈ پر رکھی اور اٹھ کھڑا ہوا۔ کھڑکی کی جانب کھڑے ہو کر اس نے پردے پیچھے ہٹائے تھے۔ کھڑکی کا لاک کھول کر اس نے ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اندر آنے دیا تھا۔

نجانے گھٹن کمرے میں تھی یا اس کے سینے میں جو اسے چین نہیں لینے دے رہی تھی۔

"لیکن یہ ٹیسٹ میرے اور تمہارے دونوں کے لئے ضروری ہے، یوں ہی ہم بہت سی الجھی چیزوں کو سلجھا سکیں گے" اس نے خود کلامی کی اور پھر کچھ دیر کھڑکی کے قریب ہی کھڑا رہا۔

نجانے اسے کتنی دیر گزر گئی تھی، مگر وہ وہیں جامد رہا جیسے اس دماغ میں گھومتے سوال اس ماحول کے سکوت سے ملنے والے تھے۔

اس نے چہرا باہر کی جانب کر کے آنکھیں موند رکھی تھیں، وہ شاید اپنے دماغ کو سکون دینا چاہتا تھا جو جب سے ایک ہی سوال پر اٹکا ہوا تھا۔

"چچی فروہ کو ایسا کیا کام کرنے پر مجبور کر رہی ہیں جو وہ نہیں کرنا چاہتی؟"

بس سوال ایک تھا اور ممکن جوابات ہزار۔ اسے اسی پہیلی کو سلجھانا تھا جس کا جواب ایک بہت بڑے راز سے پردہ اٹھا سکتا تھا اور بخاری ولا میں ایک طوفان لا سکتا تھا!

☆☆☆☆☆

تم نے کس دل سے یہ دکھ چپ چاپ سہا؟

اس دکھ پر تو دھاڑیں ماری جاتی ہیں۔

اس نے بے بسی سے پردے برابر کیے آہستہ آہست شکستہ قدم اٹھاتی اپنے بیڈ پر آ بیٹھی تھی۔ دل تھا کہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ جب کوئی شے ٹوٹتی ہے تو آواز آتی ہے تکلیف نہیں ہوتی۔ مگر دل واحد ایسی چیز ہے کہ ٹوٹے تو کانچ کی مانند بکھرتا ضرور ہوتا ہے مگر اس کے ٹوٹنے کی کوئی آواز نہیں آتی لیکن انہی کرچیوں سے دل ایسا زخمی ہوتا ہے کہ اندر ہی اندر خون رسنے لگتا ہے۔

ایک ایسا گہرا زخم جو بظاہر دکھائی نہیں دیتا مگر تکلیف ایسی دیتا ہے کہ بتائی نہیں جا سکتی۔

بیڈ کی پشت سے پیٹھ لگائے وہ یونہی چپ بیٹھی تھی، گھٹنے دونوں برابر کیے ان پر ٹھوری ٹکائے وہ کسی خیال میں محو تھی۔ آنکھیں نم اور چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ اور دل؟ دل تھا کہ سلگ رہا تھا۔ نجانے دل میں اتنی تکلیف کیوں تھی؟

"نہیں فروہ تم نہیں رو سکتی۔۔ ایک بے قدرے مرد کے لئے تو بالکل بھی نہیں۔ سنا تم نے؟" اس نے اپنے آپ کو رونے سے باز رکھتے ہوئے کہا۔ پھر بھی ڈھیٹ ایک آنسو پلکوں کی دہلیز پار کر کے گال پر لڑھک گیا۔

"مگر وہ بے قدرا تو نہیں ہے، جو اس نے کیا بالکل ٹھیک کیا اور اسے تو بہت پہلے ہی ایسا سخت ردِ عمل رکھنا چاہیے تھا" دل نے اس شخص کی وضاحت دینے کی کوشش کی تھی۔

محبت بھی عجیب ہے، جو محبوب دل کو گہرے زخم لگائے دل اسی کی حمایت میں لگا رہتا ہے۔ اسی کی وضاحتیں دیتا رہتا ہے۔

ZOHA ASIF

"نہیں اس نے سب کے سامنے میرے ساتھ بدتمیزی کی پھر اس نے سب ٹھیک کیسے کیا؟" مگر دل کا ایک ایسا حصہ بھی تھا جو بغاوت پر اترا تھا۔

"اس نے تم سے کوئی بدتمیزی نہیں کی، بلکہ تم نے کی بدتمیزی، شاید اس سے بھی کہیں زیادہ آگے کی حرکت۔ جس انسان نے تمہیں عزت دی، محبت دی، قدر دی، سب سے بڑھ کر تحفظ دیا، تم نے اسی کے کردار پر کیچڑ اچھال دیا۔"

دوسرے کونے کی ملامت پر وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی، آنکھیں تھیں کہ آنسوؤں سے لبالب بھری تھیں۔ دونوں ہاتھ سے سر تھامے، مسلسل سسکتی اس کی حالت قابلِ رحم تھی۔

"تم اس کی فیملی کو ٹارگٹ کر کے ایسے پرینک کرتی رہی ہو جس سے اسے، اس کے بھائی حتیٰ کہ بیمار بستر پر پڑی ماں کے ساتھ کچھ بھی برا ہو سکتا تھا، پرینک کے نام پر ایسی حرکتیں کرنا کسی بھی وضاحت سے درست نہیں" اس کونے کی دلیل پر باقی دل کی لاجک فضول لگنے لگی۔

"میں نے کہا نا قصور میرا نہیں اس کا ہے۔۔ اور میں ایک مرد کے پیچھے خود کو یوں ہلکان نہیں کر سکتی۔۔" غالب حصہِ قلب کی کمزور دلیل پھر ایک بار سامنے تھی۔

"مگر قصور میرا اپنا بھی تو ہو سکتا ہے، اس نے تھوڑی مجھ سے کہا تھا کہ میں اس سے اتنی امیدیں لگاؤں، اسے دل میں بساؤں اور اسے اپنے تمام خوابوں کی تعبیر سمجھنے لگوں؟" دماغ کی واحد دلیل پر اس نے یک دم سر گھٹنوں سے اٹھالیا تھا۔

وہ بالکل چپ ہو گئی تھی یا شاید دماغ کی دی گئی ایک ہی دلیل سے متفق ہو گئی تھی۔

"اس نے کونسا تم سے محبت کے عہد و پیمان کیے تھے جو تم اس سے امیدیں لگا کر بیٹھ گئی؟" اس سوال کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ وہ جیسے ہوش کی دنیا میں واپس پلٹی تھی، سچ ہی تو کہا تھا اس کونے نے۔

ZOHA ASIF

"مگر اس نے آج۔۔"

"ہاں آج اعتراف کیا ہے، مگر اس سے پہلے کبھی نہیں، پھر تم نے کس بنیاد پر اس سے اپنی توقعات جوڑی تھیں؟" اس سوال نے جیسے اس کے جسم سے سارا خون چوس لیا تھا۔

توقعات ہمیشہ ہی انسان کو دکھ دیتی ہیں اگر اللہ کے بجائے لوگوں سے لگائی جائیں!

بہت سے سوال تھے جو اس کے دل میں آئے تھے، بہت سی ماں کی نصیحتیں تھیں جو دماغ میں گونج رہی تھیں۔

کیا لڑکیوں کو کسی بھی مرد کے میٹھے نرم لہجے پر یونہی اپنا دل دے دینا چاہیے؟

کیا واقعی ان کو مردوں کی ذرا سی توجہ پر یونہی اپنے دل کے پاک جذبات ان کے حوالے کر دینے چاہیے؟

ایسا صرف وہ لڑکیاں کرتی ہیں جنہیں اپنے گھر سے، گھر کے مردوں سے محبت، عزت و احترام نہیں ملتا،

جو لڑکیاں اپنے گھر میں محبت سمیٹتی ہیں وہ باہر کے مردوں کی توجہ کی بھیک نہیں مانگتیں ان کا ایک سٹینڈرڈ ہوتا ہے۔

"ہاں شاید تم درست ہو۔ پتہ نہیں کیوں اتنے مضبوط اعصاب کی مالک ہونے کے باوجود اس کے ایک نرم لہجے میٹھی بات پر پگھل گئی۔ آخر کیوں؟ مجھے تو کبھی محبتوں کی کمی بھی نہیں رہی ہے پھر کیوں؟" وہ خود کو کوس رہی تھی، اپنے آپ کی اذیت کم کرنے کے لئے خود ہی کو الزام دے رہی تھی۔

"یا شاید گھر کی ذمہ داری نبھاتے نبھاتے وہ توجہ، وہ محبت اور وہ دیکھ بھال ملنا کہیں بہت کم رہ گئی۔ اور میں لاشعوری طور پر وہ توجہ اور احساس باہر ڈھونڈنے لگی تھی۔" اسے جیسے ادراک ہوا۔

توقعات کے بوجھ تلے اس کی اپنی توقعات بالکل ختم ہوتی گئیں اور جب دوبارہ کسی سے ہوئیں تو وہ کسی غیر مرد سے ہوئی۔

اور غیر محرموں سے توقعات ہی تو سب سے بڑے خسارے کا سبب بنتی ہیں!

فروہ نے غصے سے دونوں آنکھوں کو زور سے رگڑ کر آنسو صاف کیے۔

"نہیں میں اپنے آپ کو ایسے ذلیل ورسوا نہیں کر سکتی، اپنی عظمت کو یوں ٹھیس نہیں پہنچا سکتی وہ بھی محبت کی خاطر؟"
اس کا پورا دل اب ایک سوچ پر متفق تھا۔ کہیں نہ کہیں سکون بھی محسوس ہونے لگا تھا۔ اتنے بڑے مسئلے کا حل ملتا دکھائی دیا تھا۔

کبھی کبھی زندگی کے سب سے بڑے مسائل کا حل اپنی ذات کے ساتھ بتائے چند پل کی گفتگو سے حل ہو جاتے ہیں۔

"میں آج سے کسی مرد۔۔(خاص کر عماد بخاری) کو یہ اختیار نہیں دوں گی کہ وہ مجھے تکلیف پہچانے کا سبب بن سکے"
اس نے فیصلہ کیا۔ اور پھر منہ ہاتھ دھونے کے لئے باتھروم میں گھس گئی۔

☆☆☆☆

دوپہر کی دھوپ کھڑکی سے سیدھی چھن کر اندر آ رہی تھی، اور کیچن کے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی ہبہ نایاب کے چہرے پر جا ٹھہری تھی۔ روشنی کی کرنیں اس کے چہرے پر ایک نرم سنہری تاثر بکھیر رہی تھیں، اور اس کی بھوری آنکھیں اس دھوپ میں جیسے جل اٹھی تھیں، شہد کی سی چمک لیے۔

پلکوں کے سائے چہرے پر ہلکے ہلکے لرز رہے تھے، اور دھوپ کی تپش میں اس کے گالوں پر ایک ہلکی سی سرخی نمایاں ہو گئی تھی۔ وہ خاموش بیٹھی تھی، شاید کسی خیال میں گم، جبکہ باہر کی روشنی اس کے وجود کے گرد ایک ملائم سا ہالہ سا بنائے ہوئے تھی، جیسے دوپہر نے خود اسے اپنی گرفت میں لے رکھا ہو۔

ZOHA ASIF

ہاتھ میں پانی کا گلاس تھامے وہ شاید کسی گہرے خیال کے زیرِ اثر تھی۔

"کیا ہوا ہبہ باجی؟" اچانک آنے والی مردانہ آواز پر وہ ایک لمبی سوچ کی دنیا سے بیدار ہوئی تھی۔

مڑ کر دیکھا تو عماد کھڑا نظر آیا جو مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیوں کیا ہوا؟" وہ ناسمجھی سے پوچھنے لگی۔

"آپ کو نہیں معلوم آپ نے کیا کیا ہے؟" وہ منہ او کی صورت کھولے دونوں ہاتھ چہرے پر رکھتے شاک کے تاثرات دیتا اس کی ہمت کا امتحان لے رہا تھا۔

"میں نے کیا کیا ہے اب؟" وہ پریشانی سے بولی۔

آفت گینگ کا کوئی نیا پرینک بھی نہیں ہوا تھا، خالدہ کی طبیعت بھی ٹھیک تھی، اس کے علاوہ کیا ہو سکتا تھا؟ پھر اس نے کیا کیا تھا؟ یہ لڑکا بھی نا ہمیشہ اس کا امتحان بن کر سامنے آتا تھا۔

اس کے چہرے کی پریشانی سے محظوظ ہوتا وہ ڈائننگ پر رکھی ٹوکری میں سے سیب اٹھا کر کھانے لگا تھا۔

"بتائیں نا میں نے کیا کیا ہے اب؟" وہ ہنوز پریشانی سے پوچھ رہی تھی۔

"کچھ نہیں، آپ کہاں کچھ کرتی ہیں ہبہ بھابھی؟" غلطی سے ہی صحیح اس کے لبوں سے باجی کی جگہ بھابھی نکل گیا۔

کہتے ہی فوراً زبان دانتوں تلے دبائی، غلطی تو ہو چکی تھی۔

باہر کھڑے ایک شخص کا دل مسرت کے جذبے سے سرشار ہو گیا۔

اور ہبہ؟ اس کا دل مانو دھڑکنا بھول گیا ہو۔

اس نے پھٹی ہوئی نگاہیں سے عماد کو دیکھا جو اس کے یوں دیکھنے پر فوراً نگاہیں پلٹ گیا۔

"نہیں نہیں۔۔ غلطی سے نکل گیا منہ سے۔۔ پکا۔۔ سوری" عماد نے اس کے خونخوار تیور دیکھے تو فوراً دونوں ہاتھ ہوا میں بلند کیے اپنی غلطی کی وضاحت دینے لگا۔

ہبہ نے اسے مزید سختی سے گھورا۔ باہر کھڑا شخص لبوں پر بکھری مسکان لئے جگمگاتی آنکھوں سے کیچن کے دروازے کی اوٹ میں کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا۔

"عماد بھائی آپ" وہ کچھ کہنے ہی لگی تھی جب اس کے پیچھے کھڑے شخص کے سایے پر نگاہ پڑی۔

"چھوڑیں" وہ کہہ کر رخ پلٹ گئی۔ عماد اس کے یوں اچانک ہتھیار ڈال دینے پر تعجب سے پیچھے دیکھنے لگا مگر پکڑے جانے کے ڈر سے وہ انسان وہاں سے چٹکیوں میں غائب ہو گیا تھا اور رہا عماد جس نے نا سمجھی سے شانے اچکا دیے تھے۔

☆☆☆☆☆

"ہبہ باجی آپ بہت اچھی ہیں" صفا اس کے پاس ہی کیچن میں بیٹھی تھی، آج وہ آفت گینگ کے لئے میکرونی بنا رہی تھی

"آپ سب بھی بہت اچھے ہیں" ہبہ نے ایک نظر مسکرا کر اسے دیکھا اور پھر میکرونی میں چکن ایڈ کرنے لگی۔

"لیکن ہم نے تو آپ کو کتنا تنگ کیا ہے" وہ معصومیت سے بولی تھی۔

"کوئی بات نہیں، میں نے مائینڈ نہیں کیا" ہبہ نے اسے مسکرا کر دیکھا تھا۔

"کیا سچ میں؟" صفا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ارے ہاں نا" ہبہ نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا پھر میکرونی ایڈ کرنے لگی۔

"آج کی تاریخ میں بن جائے گی میکرونی؟" عماد کی آواز پر دونوں نے کوفت سے اسے دیکھا تھا جو ہر پانچ منٹ میں آکر ان دونوں سے یہی پوچھتا تھا۔ اس بار عماد کے پیچھے پیچھے مروہ اور عدیل بھی تھے۔

"عماد بھائی اگر اب آپ نے یہ پوچھا تو میں۔۔" اس نے کچھ کہنا چاہا مگر۔۔ عماد کی نظروں کے مرکز کی جانب دیکھا۔

اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا چمچ جس سے وہ میکرونی مکس کر رہی تھی اس نے غصے سے وہی چمچ اسے دکھایا تھا۔

اور وہ چاروں شاک سے اسے دیکھ رہے تھے، احساس ہوتے ہی اس نے جلدی سے چمچ واپس سے شیلف پر رکھی پلیٹ پر رکھا اور رخ موڑ لیا۔

اگلے ہی سیکنڈ کیچن میں قہقہے گونجنے لگے۔

ہبہ نے ایک پل کو خفت سے مڑ کر دیکھا اسے دیکھ کر سب ہنسنے لگے۔

"بہت بری بات ہے یہ" وہ خفگی سے بولی۔

"آپ کا اصل روپ دیکھا ہے ہم نے آج" عماد نے ہنستے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔" وہ منمناتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"ہم نے تو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے بھئی" عدیل نے بھی حصہ ڈالا۔

"بس نامت تنگ کرو ہبہ باجی کو۔۔ورنہ میکرونی نہیں ملے گی" مروہ اس کی سائیڈ لینے آگے آئی اور اس کے کندھے پر ہاتھ ڈال کر کھڑی ہو گئی تھی۔

ہبہ نے تشکر سے اسے دیکھا تھا نگاہیں ملنے پر اس نے بھی ہبہ کو یوں اشارہ کیا جیسے کہہ رہی ہو، میں ہوں نا

"یہ تو کسی کتاب میں نہیں لکھا" صفا نے زور زور سے نفی میں سر ہلاتے کہا تھا کیونکہ اس تجویز سے سب سے زیادہ اثر انداز اسی کی ذات ہو رہی تھی۔

"بس کھانے کی فکر ہے، بہن کی ناراضی کی نہیں" اس نے منہ بگاڑ کر کہا تھا۔ اس کے خفا خفا انداز پر وہ تینوں مسکرانے لگے تھے۔

"اچھا چلیں بتائیں آپ کو منانے کے لئے کیا کیا جائے؟" عماد نے اسے بچوں کی طرح پچکارا تھا۔

مروہ اس کے پوچھنے پر سوچنے لگی جبکہ ہبہ سب کو پلیٹ میں میکرونی ڈال کر دے رہی تھی۔

"آئیڈیا!!" وہ ایسا چیخی کہ اس کے پاس کھڑی ہبہ کو کانوں میں انگلیاں گھسانی پڑیں۔

ZOHA ASIF

"سپون تم واقعی سپون ہو، بہت شور کرتی ہو" عدیل نے بھی دائیں کان میں انگلی گھماتے ہوئے کہا تھا۔

اس کی بات پر مروہ نے منہ بگاڑا۔

"ابے سن تو لے کیا آئیڈا آیا ہے اسے" عماد نے اسے کہنی ماری تھی، اس کے ناراض ہونے کا مطلب تھا دو گھنٹے پینتالیس منٹ اسے مناتے رہنا اور فلحال اتنا وقت کسی کے پاس نہیں تھا۔

"جی مس مروہ بخاری بتایئے؟" عماد نے سر اس کے سامنے جھکایا تھا وہ اپنے بھائی کی یہ ادا دیکھ کر مسکرا دی تھی۔

"وہ یہ کہ۔۔ اس اتوار ہم۔۔ اندرون لاہور جائیں گے۔" اس نے پر جوش لہجے میں کہا، اس کے کہنے پر عماد اور عدیل نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا، ہبہ نے اسے یوں دیکھا جیسے سوچ رہی ہو اس پڑھاکو کو آج سیر سپاٹے کا خیال کیسے آ گیا اور صفا؟ ہمیشہ کی طرح اس کا دھیان ان کی گفتگو میں نہیں بلکہ اپنی میکرونی کی پلیٹ ختم کرنے پر تھا۔

"تو کیا خیال ہے؟" اس نے اسی جوش سے پوچھا، ان سب نے اسے سنجیدہ نظروں سے دیکھا۔

اس کی پر جوش چمکتی نگاہیں اب آہستہ آہستہ مایوس ہو رہی تھیں، مگر وہ اپنی پیاری بہن کی آنکھوں میں کہاں اداسی دیکھ سکتے تھے اس لئے اس سے پہلے اس کا چہرہ مکمل مرجھا جاتا، سب نے (سوائے ہبہ کے) اسے اسی کے پر جوش انداز میں تھمزاپ کیا تھا، وہ سب کو دیکھ کر ہنس دی تھی۔

وہ سب اب اس کی جانب مڑے تھے۔ تیورے چڑھائے اس معصوم کو گھور رہے تھے۔

"مگر۔۔ طلال سر۔۔" ہبہ نے ان سب کو دیکھا۔

"اوہو ہبہ باجی آپ ٹینشن ہی نہ لیں ان کی" مروہ ہبہ کے گلے میں باندھے کھڑی تھی۔

"لیکن میں آپ سب کزنز کے ساتھ کیسے جا سکتی ہوں" وہ معصومیت سے بولی تھی۔

"جیسے ہم جائیں گے، لشکارے مارتے، تیار ہو کر، پنجابی سوٹ اور پراندے ڈال کر" مروہ نے آنکھیں پٹپٹا کر کہا تھا۔

"بی بی تم ابرار الحق کے گانے "آج میلہ ویکھن آیاں کڑیاں لاہور دیاں" کی شوٹنگ پر نہیں جا رہی عجیب" عدیل نے ناک سے مکھی اڑانے کے سے انداز میں کہا تھا۔

"عدیل بھائی۔۔" وہ ناراض ہو گئی۔

"چلو جی پروگرام تو وڑ گیا" عماد نے سر پکڑ لیا۔

"اور اگر میں گئی تو فروہ میم؟" ہبہ کا ایک اور خدشہ حاضر تھا۔

"پہلے تو اس چڑیل کو میم کہنا بند کریں، دوسرا یہ کہ اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" عدیل نے اسے دیکھ کر کہا تھا۔

"مگر۔۔" وہ اب بھی پریشان تھی، سب نے اسے گھور کر دیکھا وہ سب کی گھوری سے مزید پریشان ہو گئی تھی۔

"یار آپ سب سے ایک پلان ڈیسائیڈ نہیں ہو رہا؟" صفا نے ان سب کو ایسے دیکھا جیسے اس کے لئے تو یہ کوئی مشکل بات ہی نہیں تھی۔ سب نے سینے پر ہاتھ باندھ کر اسے دیکھا تھا۔

وجہ اس کا ٹونٹ نہیں بلکہ یہ تھی کہ اس نے اپنی پلیٹ چکا چک صاف کرنے کے ساتھ ساتھ باقی تینوں کی پلیٹس بھی ایسے چمکائی تھیں کہ دھونے کی ضرورت بھی نہیں رہی تھی۔

"یار صفا۔۔ مجھے آج ایک بات بتا دو ورنہ میں اس کا جواب تلاش کرتے کرتے مر مرا جاؤں گا" عماد نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

"آپ کی شہادت سے پہلے میں جواب دیتی چلوں۔ عرض کریں" اس نے شاہانہ انداز پر دائیں ہاتھ سے اسے استفسار کرنے کی اجازت دی تھی۔

"اتنا سارا کھانا تم ڈالتی کہاں ہو؟ کہیں کوئی ٹینکر تو نہیں اٹیچ کیے ہوئے؟ یا کوئی ایکسٹرنل سسٹمز ہوں؟ کیونکہ تمہیں لگتا تو ذرا برابر نہیں ہے" عماد نے اس سنگل پسلی کو دیکھتے ہوئے کہا تھا، وہ واقعی اس کی اس خاصیت سے حیران اور پریشان دکھتا تھا۔

"اوہو عماد بھائی۔۔ اب آپ مجھے بھی خفا کرنا چاہتے ہیں یا پلان سننا چاہتے ہیں؟" صفا نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا تھا۔

عماد منہ بنا کر چپ چاپ وہاں کھڑا ہو گیا تھا۔

"ہم لوگوں کا پلان ڈن ہے۔ ہبہ باجی اور فروہ آپی دونوں ہمارے ساتھ چلیں گے، رہی بات طلال بھائی کی اجازت کی تو وہ آپ لوگ مجھ پر چھوڑ دیجیے۔" اس نے اسی شاہی انداز میں اعلان کیا اور پھر نیپکن سے منہ صاف کرتی وہاں سے اٹھ گئی، باقی سب حیران اور کہیں نہ کہیں اس کے کانفیڈینس سے متاثر ہوتے اسے جاتا دیکھ رہے تھے۔

☆☆☆☆☆

صبح کی روشن کرنیں کھڑکی کے شیشے سے چھن کر اندر آ رہی تھیں، وہ آج پھر خالدہ کے ہاتھ پر گلوز چڑھا کر وہیں کھڑکی کے پاس بیٹھی ٹائمر کے ختم ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔ دفعتاً کرسی زور سے کھینچے جانے کی آواز نے اسے اپنا چہرا موڑنے پر مجبور کر دیا۔

سامنے ہی مس ہُماد کھائی دی تھیں جو غصے بھرے تاثرات لئے وہاں بیٹھی اپنا پھولا ہوا تنفس ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"مس ہما آپ ٹھیک ہیں؟" اس نے فکر مندی سے پوچھا تھا۔

اس نے ایک خونخوار نگاہ ہبہ پر ڈالی تھی۔ ہبہ نے نا سمجھی سے اس کا یہ رویہ دیکھا تھا۔

"میں پانی لاتی ہوں آپ کے لئے" وہ اس کے پھولے ہوئے سانس اور سرخ چہرہ دیکھ کر یہی اندازہ لگا پائی تھی کہ شاید وہ جلدی جلدی آئی تھی اس لئے سانس پھول گیا تھا مگر حقیقت کیا تھی یہ صرف ہما اور طلال بخاری ہی جانتے تھے۔

"یہ لیں" اس نے ہما کے سامنے پانی کا گلاس کیا تھا جسے اس نے ایک جھٹکے میں نیچے گرا دیا تھا۔

پانی چھلکنے اور شیشے کے گلاس ٹوٹنے کی زور دار آواز پر خالدہ بھی گھبرا گئیں تھیں۔

ہبہ ہکا بکا رہ گئی تھی، آج سے پہلے اس نے ہما کا ایسا برتاؤ نہیں دیکھا تھا۔

وہ چپ کر کے اس سے دو قدم پیچھے کھڑی ہو گئی تھی، دوبارہ کچھ پوچھنے یا کہنے کی ہمت نہیں کی تھی اس نے۔

اسی لمحے مشین کا ٹائمر بول اٹھا، ہبہ چپ چاپ خالدہ کے پاس گئی ان کے ہاتھوں سے گلوز اتارے اور ان کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات دیکھ کر انہیں ریلیکس کرنے کے لئے ان کا ہاتھ سہلانے لگی۔

ان دونوں کو یوں دیکھ کر ہما کے چہرے پر زخمی مسکراہٹ آئی تھی۔

"انہی طریقوں سے تم بخاری ولا کے ہر فرد کا دل جیت رہی ہو نا؟" ہما کے لہجے میں عجیب سی کاٹ تھی شاید جلن کی۔

ہبہ نے ایک بار پھر نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔

ZOHA ASIF

"کیا مطلب ہے آپ کا؟" وہ خالدہ کا ہاتھ واپس ان کے سینے پر رکھ کر اسے دیکھنے لگی۔

"مطلب کہ کونسی ادائیں دکھا کر تم نے طلال کو اپنی مٹھی میں کر رکھا ہے؟" ہما کے سوال پر ہبہ کے چہرے کا رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا تھا۔

"بولو جواب دو؟" وہ اس کے قریب آ کر چیخ رہی تھی۔ خالدہ کے چہرے پر پہلے سے زیادہ پریشانی جھلکنے لگی تھی۔

ہبہ نے ماؤف ہوتے سر کے ساتھ ایک نظر ہما کو دیکھا اور پھر خالدہ کو۔

"آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں؟" ہبہ نے آنسوؤں سے بھری نگاہیں اٹھا کر ہما کو دیکھا تھا جو اس کی نم آنکھیں دیکھ کر استہزایہ انداز میں ہنسنے لگی۔

"میں تمہیں بہت اچھے طریقے سے جان گئی ہوں ہبہ بی بی، اس گھر کے مردوں کو یہی آنسو دکھا کر اپنے فریب میں پھنساتی ہو تم، چاہے وہ طلال ہو یا عماد؟" اس کے آگے ہبہ کی ہمت جواب دے گئی تھی۔

وہ اپنے کردار کے بارے میں کوئی غلط بات برداشت نہیں کر سکتی تھی، اپنی پاک دامنی پر کوئی کھیچڑ اچھالے یہ اسے ہر گز گوارا نہیں تھا۔ ہما کی باتیں اس قدر تکلیف دہ تھیں کہ اسے بیڈ کے کنارے کے ساتھ سہارا لینا پڑا۔

"اس سے آگے اگر آپ نے ایک لفظ بھی بولا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا" عماد کی گھمبیر آواز پر دونوں نے مڑ کر دیکھا تھا۔

"ورنہ؟" ہما تیوری چڑھائے پوچھ رہی تھی۔ عماد کے پیچھے پیچھے عدیل بھی وہیں آیا تھا۔

"ورنہ سیکیورٹی گارڈز آپ کو آپ کے عورت ہونے کا خیال کیے بغیر یہاں سے گھسیٹتے ہوئے لے جائیں گے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اپنا بیگ پکڑیں اور خود ہی شرافت سے یہاں سے چلی جائیں" وہ سختی سے کہہ رہا تھا، ہبہ نے آنکھوں میں نمی لئے عماد کو دیکھا تھا جس نے اگر ہبہ کو بہن بولا تھا تو آج بھائی ہونے کا فرض بھی نبھایا تھا۔

"یو ٹو۔۔مائے فٹ۔۔" وہ غصے سے کہتی پیر پٹھکتی ایک قہر برساتی نگاہ ہبہ اور پھر عماد پر ڈالتی وہاں سے نکلی تھی۔

عماد اور عدیل اب ہبہ کو دیکھ رہے تھے جس کی ہمت جواب دینے کے قریب تھی۔

☆☆☆☆☆

وہ لاؤنج میں رکھے صوفے کے وسط میں بیٹھی تھی، اور وہ چاروں اس کے سر پر کھڑے تھے۔ ہبہ نے ایک بار اپنی معصوم خوفزدہ نگاہیں اٹھا کر باری باری ان چاروں کو دیکھا تھا اور پھر ان کی آنکھوں میں سختی دیکھ کر واپس نظریں نیچے جھکالی تھیں۔

"آپ اپنی عزت کرنا کب سیکھیں گی ہبہ باجی؟" عماد نے افسوس سے اسے دیکھا تھا۔

"اگر آپ خود کی ہی عزت نہیں کریں گی تو دوسروں سے کیسے کروائیں گی؟" مروہ نے بھی دکھ سے اسے دیکھا تھا۔

"آپ نے اس ہما کو منہ توڑ جواب کیوں نہیں دیا؟" صفا کا شکوہ ہی الگ تھا۔

"یہ ہما باجی کو اٹھانہ لیں؟" ان سب میں سب سے نرالا مشورہ عدیل کا تھا، اس کے یہ کہنے پر ہبہ سمیت سب کی گھورتی نظروں کا رخ اس کی جانب ہوا تھا۔

"کبھی تو انسان بن جایا کرو تم" عماد نے اسے سختی سے ڈپٹا تھا۔

اسی اثناء میں دروازے کی چڑچڑاہٹ پر سب نے مڑ کر دیکھا تھا، سامنے فروہ کھڑی تھی، جس کا چہرہ ہر قسم کے تاثر سے خالی تھا، وہ چپ چاپ ہبہ کو دیکھتے ان کے پاس چلی آئی تھی، اس دن کیچن میں ہوئے واقعے کے بعد ان دونوں کا سامنہ نہیں ہوا تھا۔ اس کے ہبہ کے قریب آتے ہی سب نے اس کے لئے جگہ چھوڑی تھی۔

"بولا کیوں نہیں اسے؟" وہ سنجیدگی سے ہبہ کو دیکھتے پوچھ رہی تھی۔

ہبہ نے فروہ کی جانب دیکھا، آنکھوں میں الجھن واضح تھی۔

"جب وہ آپ کے کردار پر انگلی اٹھا رہی تھی تو کیوں اس کی زبان گدی سے نہیں کھینچ لی؟" فروہ کے سوال اور چہرے کے تاثر سخت ہوئے تھے۔ سب نے حیرت سے فروہ کو دیکھا تھا، یہ انداز کچھ بدلا سا تھا، کچھ نیا جو انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"وہ۔۔میں۔۔" وہ ہکلائی۔

"وہ میں کیا؟ جب کوئی آپ کے کردار پر انگلی اٹھائے تو معلوم ہے کیا کرتے ہیں؟" اس نے سوال کیا۔

عماد نے بغور فروہ کو دیکھا جس کا چہرہ سپاٹ تھا، ہر قسم کے تاثر سے آزاد۔

مگر ہبہ کے کچھ کہنے سے پہلے ہی فروہ کا جواب سن کر ان سب کو سانپ سونگھ گیا تھا۔

جاری ہے۔

ZOHA ASIF